تقریظ
شیخ الحدیث حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقۂ اصلاح

مؤلف
ڈاکٹر سیّد ابرار علی صاحب
ایم اے، پی۔ایچ۔ڈی، اسلامک کلچر

بیتُ العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۲۴۸۳۷

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
کا
طریقۂ اِصلاح

مؤلف

ڈاکٹر سیّد ابرار علی صاحب

ایم اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی ۔ اسلامک کلچر

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ

بیت العلوم

ہیڈ آفس: ۲۰ ۔ نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی ۔ لاہور فون: 7352483

برانچ: دکان نمبر ۱۴ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور فون: 7235996

www.baitululoom.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا

طریقۂ اصلاح

مؤلف

ڈاکٹر سید ابرار علی صاحب

باہتمام

مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر

بیت العلوم

ہیڈ آفس ۲۰ - نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی - لاہور 7352483
برانچ دکان نمبر ۱۳ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 7235996
www.baitululoom.com

فصل چہارم

خوف ورجاء کی کیفیت

یہ انسان کی فطرت ہے کہ اگر وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہو جائے تو اس پر مایوسی کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں جواب دے جاتے ہیں پھر یا تو وہ قوت عمل سے محروم ہو جاتا ہے یا ایسی حرکات کرنے لگتا ہے جو اس کی مزید تباہی کا سبب بنتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا متوازن تعلق اسی وقت رہتا ہے جب وہ خوف اور رجاء (ڈر اور اُمید) کے بین بین رہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک وصف کا غلبہ ہو جائے تو توازن بگڑ جاتا ہے۔ اگر رجائیت غالب ہو جائے تو انسان اللہ تعالیٰ کے عدل سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور یہ چیز آدمی کو اباحیت (حلال وحرام کی پرواہ نہ کرنا) کی طرف لے جاتی ہے اور اگر خوف کا غلبہ ہو جائے تو اس سے اس کے اندر مایوسی اور قنوطیت راہ پاتی ہے اور یہ چیزیں انسان کے لیے بڑے فتنے کی باعث ہیں۔ اسی لیے قرآن پاک مایوس ہونے سے منع کرتا ہے جیسا کہ ایک آیت میں ہے:

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ [1] — تم خدا کی رحمت سے نا اُمید مت ہو

نیز ایک دوسری آیت میں ہے:

وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ [2] — بھلا اپنے ربّ کی رحمت سے کون نا اُمید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگوں کے

نیز ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ اقوام میں سے ایک شخص کا واقعہ بیان فرمایا کہ اُس نے ۹۹ قتل کیے تھے پھر جب اُس کو اپنے جرم پر ندامت ہوئی تو اپنے ایک مذہبی پیشوا کے پاس پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ کیا معافی کی کوئی صورت ہے؟

---

[1] سورہ زمر: آیت ۵۳

[2] سورہ الحجر: آیت ۵۶

اُس پیشوا نے جواب دیا کہ تم نے اتنے زیادہ قتل کئے ہیں اب معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ جب یہ شخص معافی کی طرف سے مایوس ہوگیا تو کہا کہ جب معافی کی کوئی صورت ہی نہیں تو چلو ایک اور سہی۔ چنانچہ اس نے مذہبی پیشوا کو بھی قتل کر کے سو(۱۰۰) کی تعداد پوری کر دی۔ اس کے بعد پھر ایک دوسرے پیشوا کے پاس پہنچا اور اپنے حالات بیان کئے تو اُس پیشوا نے کہا ہاں معافی کیوں نہیں ہوسکتی ہے۔ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے۔ پھر اس کو مشورہ دیا کہ تم اپنی بستی چھوڑ کر فلاں بستی کی طرف چلے جاؤ جو نیک لوگوں کی آبادی ہے۔ چنانچہ معافی کی اُمید میں خلوص نیت کے ساتھ اُس بستی کی طرف روانہ ہوگیا ابھی تقریباً نصف راستہ ہی طے کیا تھا کہ روح قبض کرنے والے فرشتے آ پہنچے۔ عذاب کے فرشتے نے چاہا کہ وہ اس کی روح قبض کرلے کیونکہ اُس نے سو(۱۰۰) قتل کیے تھے لیکن رحمت کے فرشتے نے کہا کہ میں اس کی روح قبض کروں گا کیونکہ خالص توبہ کر کے معافی کی اُمید میں اپنی بستی سے نکل گیا تھا۔ ان دونوں کا جھگڑا بڑھا اور معاملہ کسی طرح طے نہیں ہورہا تھا کہ اتنے میں آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ نے آکر ان دونوں کا جھگڑا اس طرح طے کرا دیا کہ دونوں بستیوں کے درمیان کی زمین کی پیمائش کرلو اگر وہ نیکوں کی بستی کے قریب پہنچ گیا تھا یعنی نصف سے زائد راستہ طے کر چکا تھا تو رحمت کا فرشتہ روح قبض کرے ورنہ عذاب کا فرشتہ روح قبض کرے۔ آخر زمین ناپی گئی تو معلوم ہوا کہ نصف سے کچھ زائد راستہ طے کر چکا تھا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتہ نے اس کی روح قبض کی۔[1]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب خوف اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ مایوسی کی حد تک پہنچ جائے تو انسان مزید ظلم کرنے لگتا ہے لیکن اگر معافی کی اُمید ہو تو بُرائی سے باز رہتا ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں فطرت انسانی کے پیشِ نظر مولانا اشرف علی تھانویؒ

[1] امام محی الدین ابی زکریا بن شرف نوویؒ: ریاض الصالحین، مترجم اردو، حدیث نمبر ۳۰، مطبوعہ قرآن محل کراچی